عورت کا حق مہر اور معاشرہ کے بڑھتے ہوئے مسائل
(شریعت کی روشنی میں ایک علمی و تحقیقی جائزہ)

The Right of Dowry of a Woman and the Growing Problems of Society (An Academic and Research Review in the Light of Sharia)

DOI: 10.5281/zenodo.8045920

*Shazia Begum
**Sakeena Zeeshan
***Dr. Naseem Akhter

ABSTRACT

Haq Mehr, also known as dowry, is a customary practice in Islamic marriages where the groom gives a mandatory payment or gift to the bride. This abstract explores the concept of Haq Mehr and its significance in Islamic teachings. The discussion covers various aspects related to Haq Mehr, including its definition, types, and recommended practices. It emphasizes the importance of understanding the cultural, social, and legal considerations when determining the Haq Mehr.

The work also highlights the obligations and recommendations associated with Haq Mehr. It discusses various sources, such as the Quran, Hadith, Islamic jurisprudence, and local customs, which guide the determination and payment of Haq Mehr.

Furthermore, the research work sheds light on the implications of not fulfilling the Haq Mehr obligations and the potential consequences on marital relationships and legal rights.

In conclusion, this abstract provides a comprehensive overview of the concept of Haq Mehr and emphasizes its cultural, religious, and legal significance in Islamic marriages. It serves as a valuable resource for individuals seeking a deeper understanding of Haq Mehr and its implications in the context of Islamic teachings.

KEYWORDS: *Obligatory Payment, Marital Rights, Islamic Jurisprudence, Legal rights*

………………………………….
**Department of Islamic Studies*
Shaheed Benazir Bhutto Women University, Peshawar, Pakistan
***Department of Islamic Studies*
Shaheed Benazir Bhutto Women University, Peshawar, Pakistan
****Associate Professor, Department of Islamic Studies*
Shaheed Benazir Bhutto Women University, Peshawar, Pakistan
Corresponding Author: khtr_nsm@yahoo.com

معنی و مفہوم اور تعارفی جائزہ:

مہر عربی زبان کا لفظ ہے جس کی معنی عطیہ اور عوض کے ہیں اس کے لیے مختلف زبانوں میں مختلف الفاظ استعمال ہوتے ہیں جسے فارسی میں مہر کو "کا بین زن" کہا جاتا ہے عربی میں اس کے لیے کئ مترادف الفاظ بھی ہیں جسے کہ النحلہ ،الصداق، الاجرۃ، الافریضہ،[1]

اصطلاحی معنی:

شریعت میں مہر اس مال کو کہتے ہیں، جو شوہر پر نکاح کی وجہ سے بیوی کے جسم کے خاص عضو سے فائدے کے بدلے میں واجب ہوتا ہے۔ مہر کے لیے قرآن کریم میں مندرجہ ذیل نام آئے ہیں

صداق:

صداق صدق سے ہے جس کا معنی محبت، اخلاص، دوستی، ایک شخص کا اپنے بات میں پکا ہونا، کسی شخص کا آزمائش پر پورہ اترنا، آزمائش کے وقت سچا ثابت ہونا، صدقہ کا لفظ صدق سے ہیں جو کذب کی ضد ہے علامہ مناویؒ کہتے ہیں مہر کے لیے یہ لفظ اس لیے اختیار کیا گیا ہے کہ اس میں میاں بیوی دونوں کے درمیان مہر کا موجودہ ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ وہ دل سے شریعت کے اصولوں کی موافقت کرتے ہیں۔ اصل میں مہر شوہر کی محبت کی نشانی ہے۔ مہر کے ادائیگی سے شوہر یہ ثابت کرتا ہے۔ کہ زندگی کے ہر مشکل میں ہر دکھ سکھ میں وہ بیوی کے ساتھ کھڑا رہے گا زندگی کے کسی بھی حال میں وہ اپنے بیوی کو دھوکہ نہیں دے گا۔ اور ہمیشہ اپنے وعدے کا پابند رہے گا اور پوری زندگی شوہر بیوی کے ساتھ خوش اسلوبی کے ساتھ رہے گا۔ اس کے بارے میں قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے (وَآتُوا النِّسَاءَ صَدُقَاتِهِنَّ نِحْلَةً)" "اور عورتوں کو ان کا حق مہر خوش دلی سے دے دیا کرو"[2]

نحلہ:

امام راغبؒ کے نزدیک نحلہ سے مراد "ہبہ" ہے بلکل اس طرح جسے شہد کی مکھی بغیر ضرر فائدہ دیتی ہے اس لیے اس کو نحل یا نحلہ کہتے ہے۔ جلال الدین انصر عمری لکھتے ہیں کہ نحلہ کے تین معنی ہیں اور اس میں تین طرح کی گنجائش پائی جاتی ہے

1 - جسے کہ قرآن مجید میں ارشاد ربانی ہے کہ عورتوں کا ان کا حق مہر خوش دلی سے دے دیا کرو اس کا مطلب یہ ہے کہ شوہر کا بیوی کو حق مہر ادا کرنا شریعت کی جانب سے بھی فرض ہے اور قانونا بھی فرض ہے۔ 2-خوش دلی سے دینے

کا مطلب یہ ہے کہ اس میں حیلے بہانے سے کام نہیں لینا چاہیے اس میں لڑائی جھگڑے بحث و تکرار کی ضرورت نہیں کیو کہ جو چیز لڑائی جھگڑے سے ملے اس میں نحلہ کا معنی درست نہیں آتا اس لیے اس کو بخوشی دینا چاہیے۔

3-تیسرا معنی اس مہر میں عطیہ کا پایا جانا ہے کہ اس میں شوہر مہر کے عوض بیوی سے کچھ بھی نہیں لیتا۔[3]

فریضہ:

فریضہ کا لفظ فرض سے نکلا ہے جس کی معنی ہے قطعی حکم ہے۔ وہ احکام جو اللہ کی طرف سے بندے پر عائد ہوتے ہے جس کو لازمی قرار دیا گیا ہو اس کو فرض یا فریضہ کہتے ہے اس بارے میں قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے

(فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهِ مِنْهُنَّ فَآتُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ فَرِيضَةً)[4]

"پھر ان میں سے جن عورتوں کے زریعے تم فائدہ اٹھایا، ان کے مہر انہیں دو جو فرض ہیں تم پر"

اجور:

اجور اجر کی جمع ہے جس کا مطلب بدل، مزدوری، عوض، اجرت کی ہے۔

شوہر کا درجہ بلند ہے اس بلند درجہ کی وجہ بھی عورت پر شوہر کا مال خرچ کرنا ہے ان تمام تر ذمہ داری پوری کرنے میں سب سے پہلا ثبوت مہر کی ادائیگی کا ہے جب ایک شخص مہر ادا کرتا ہے اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ یہ باقی ذمہ داری پوری کرنے کا بھی اہل ہے عورت کی تمام تر ذمہ داری بخوشی قبول کرنے کا پہلا ثبوت حق مہر کا ادا کرنا ہے۔ قرآن حکیم میں اس کو اجور کہا گیا ہے۔

ادبی جائزہ:

موضوع زیر آرٹیکل بہترین کتب موجود ہیں جن میں امعبد منیب، مریم خنساء کی کتاب "مہر بیوی کا اولین حق" جس میں مہر عورت کا اولین حق بہترین انداز میں بیان کیا گیا ہے۔اس طرح مفتی محمد شہباز کی کتاب "مہر کے احکام" میں مہر کو عمدہ انداز میں بیان کیا ہے۔اس کے ساتھ ساتھ مفتی افتخار الحسن قاسمی جٹ پوری کی کتاب "مہر کی شرعی حیثیت" ایک جامع کتاب ہیں۔اس کے علاوہ ڈاکٹر محمود الحسن عارف کی کتاب "مطالعہ فقہ الاسلامی" میں مہر کے مقدار کو خوبصورت انداز کے ساتھ پیش کیا ہے۔

مہر قبل از اسلام:

اسلام سے قبل بھی عرب میں عورتوں کو نکاح میں مہر دینے کا رواج تھا لیکن عملاً صورت اس سے بلکل مختلف تھی عملی صورت میں عورت اس حق سے محرم تھی اس کی بنیادی وجہ یہ تھی لہ عورت کو کمزور سمجھا جاتا تھا اور اس وجہ سے اس کے گھر والے اور شوہر اس کے بہت سے حقوق دباء لیتے تھے۔عورب معاشرے میں عورت کے مہر کا ایک طریقہ یہ تھا

کہ کسی عورت کا شوہر اپنے بیوی کے گھر والوں کو حق مہر ادا کرتا تھا اس طرح لڑکی کے گھر والے حق مہر زیادہ مقرر کرتے تھے اس بہانے اس کو زیادہ مال مل جاتا تھا ایک طرف تو یہ لوگ لڑکی کی پیدائش پر دکھی ہوتے تھے اور افسوس کرتے تھے دوسرے طرف یہ لوگ جب بہن، بیٹیوں کی شادی کرتے تو مہر کے نام پر خوب مال وصول کرتے تھے اور مال کی وصولی کا ایک طریقہ یہ تھا کہ نقد کے علاوہ اونٹ بھی مہر میں وصول کرتے تھے مہر کی وجہ سے عرب لڑکی کو "النافجہ" یعنی اضافہ کرنے والی کہتے تھے [5]

قرآن مجید سے مہر کا ثبوت:

قرآن کریم میں وضاحت کے ساتھ مہر دینے کا حکم بیان ہوا ہے قرآن مجید میں ارشاد ربانی ہے۔

(وَآتُوا النِّسَاءَ صَدُقَاتِهِنَّ نِحْلَةً فَإِنْ طِبْنَ لَكُمْ عَنْ شَيْءٍ مِنْهُ نَفْسًا فَكُلُوهُ هَنِيئًا مَرِيئًا)

"اور عورتوں کو ان کے مہر خوشی خوشی ادا کرو پھر اگر وہ اپنی رضامندی سے اس میں سے کچھ واپس کر دیں تو اسے پاکیزہ خوشگوار (سمجھ کر) کھاو" [6]

مہر ادا کرنا مرد پر واجب ہے جب کوئی شخص نکاح کرتا ہے اور نکاح میں مہر مقرر کرتا ہے مثلاً اگر کسی شخص نے دس درھم یا زیادہ مقرر کی ہو پھر وہ مباشرت کے بعد بیوی کو طلاق دے تو اس پر پورہ مہر واجب ہو گا وجہ یہ ہے کہ عورت نے خود کو مرد کے حوالے کر دیا اس لیے مہر واجب ہو گیا اور اگر مہر مقرر کیا ہے اور مباشرت سے پہلے مرد نے عورت کو طلاق دے دی تو اسے صورت میں مرد مقرر مہر کا نصف حصہ عورت کو ادا کرے گا۔

(وَإِنْ طَلَّقْتُمُوهُنَّ مِنْ قَبْلِ أَنْ تَمَسُّوهُنَّ وَقَدْ فَرَضْتُمْ لَهُنَّ فَرِيضَةً فَنِصْفُ مَا فَرَضْتُمْ)[7]

"اور اگر تم نے عورت کو چھونے سے پہلے طلاق دے دیا اور تم اس کا مہر مقرر کر چکے ہو تو انہیں نصف مہر ادا کرو"

اور اگر مہر مقرر نہ ہوے ہو اور شوہر بیوی سے مباشرت کرنے سے پہلے طلاق دے تو اسے صورت میں عورت کو فائدہ ملے گا جسے کہ اللہ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا ہے۔

(وَمَتِّعُوهُنَّ عَلَى الْمُوسِعِ قَدَرُهُ وَعَلَى الْمُقْتِرِ قَدَرُهُ مَتَاعًا بِالْمَعْرُوفِ حَقًّا عَلَى الْمُحْسِنِينَ)[8]

"اور ان عورتوں کو کچھ فائدہ دے کر رحصت کرو، اپنی وسعت کے مطابق اور غریب اپنی استطاعت کے مطابق ااور ان کے ساتھ احسان کا معاملہ کرو دستور کے مطابق اور ان پر اس کا حق ہے "

ایک اور جگہ پر ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

(وَإِنْ أَرَدْتُمُ اسْتِبْدَالَ زَوْجٍ مَكَانَ زَوْجٍ وَآتَيْتُمْ إِحْدَاهُنَّ قِنْطَارًا فَلَا تَأْخُذُوا مِنْهُ شَيْئًا أَتَأْخُذُونَهُ بُهْتَانًا وَإِثْمًا مُبِينًا () وَكَيْفَ تَأْخُذُونَهُ وَقَدْ أَفْضَى بَعْضُكُمْ إِلَى بَعْضٍ وَأَخَذْنَ مِنْكُمْ مِيثَاقًا غَلِيظًا)

"اور اگر تم ایک بیوی کے بدلے دوسری بیوی سے نکاح کرنا چاہتے ہو اور ان میں سے ایک کو ڈھیر سارا مہر دے چکے ہو، تو اس میں سے کچھ واپس نہ لو۔ کیا تم بہتان لگا کر اور کھلا گناہ کر کے (مہر) واپس لو گے ؟

اور آخر تم کیسے (وہ مہر) واپس لے سکتے ہو جبکہ تم ایک دوسرے کے اتنے قریب ہو چکے تھے اور انہوں نے تم سے بڑا بھاری عہد لیا تھا؟"[9]

حدیث سے مہر کا ثبوت:

قرآن مجید کے ساتھ ساتھ حدیث مبارکہ میں بھی مہر کا ثبوت ملتا ہیں حضرت محمد ﷺ ازواج مطہرات کے ساتھ نکاح کے موقع پر ان کے مہر ادا فرماتے تھے۔ شریعت نے مہر کی مقدار مقرر کی ہے علماء کرام نے مہر کی کم سے کم مقدار دس درہم مقرر کی ہے لیکن یہ ضروری نہیں کی صرف دس درہم ہی ہو بلکہ اس سے زیادہ بھی ہو سکتا ہے فریقین کے باہمی

سے جتنا بھی طے ہو جائے ادا کرنا واجب ہو گا اس ضمن میں رسول پاک ﷺ کا ارشاد گرامی ہے۔[10]

(لا تنكحوا النساء إلا الأكفاء ، ولا يزوجهن إلا الأولياء ، ولا مهر دون عشرة دراهم)[11]

"عورتوں کی نکاح کفو میں کرو اور اولیاء کے علاوہ کوئی نہ کریں اور حق مہر دس درہم سے کم نہ ہو"

حضرت ام حبیبہ سے آپ ﷺ نے نکاح کیا تو آپ ﷺ نے چار ہزار درہم مہر ام حبیبہ کو ادا کیا ام المومنین حضرت ام حبیبہ فرماتی ہے کی آپ ﷺ سے نکاح شاہ حبشہ نجاشی نے کروایا تھا اس وقت ام حبیبہ حبشہ کے سرزمین میں تھی اور آپ ﷺ کی طرف سے چار ہزر درہم مہر ادا کیا تھا۔ زوجہ مطہرہ حضرت ام حبیبہ سے روایت ہے۔ (عَنْ أُمِّ حَبِيبَةَأَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَزَوَّجَهَا وَهِيَ بِأَرْضِ الْحَبَشَةِ زَوَّجَهَا النَّجَاشِيُّ وَأَمْهَرَهَا أَرْبَعَةَ آلَافٍ وَجَهَّزَهَا مِنْ عِنْدِهِ وَبَعَثَ بِهَا مَعَ شُرَحْبِيلَ ابْنِ حَسَنَةَ وَلَمْ يَبْعَثْ إِلَيْهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشَيْءٍ وَكَانَ مَهْرُ نِسَائِهِ أَرْبَعَ مِائَةِ دِرْهَمٍ)[12]

"ام المؤمنین حضرت ام حبیبہ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ کے ساتھ آپ کا نکاح اس وقت ہوا جب آپ سرزمین حبشہ میں تھیں نجاشی بادشاہ نے یہ نکاح کروایا، اور (رسول ﷺ کی جانب سے) چار ہزر درہم مہر بھی خود ادا کیا تھا۔

رسول ﷺ کے اکثر ازواج مطہرات کا مہر 500 درہم ہوتا تھا اس بارے میں ایک حدیث مبارکہ ہے (قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمْ كَانَ صَدَاقُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ كَانَ صَدَاقُهُ

لِأَزْوَاجِهِ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ أُوقِيَّةً وَنَشًّا قَالَتْ أَتَدْرِي مَا النَّشُّ قَالَ قُلْتُ لَا قَالَتْ نِصْفُ أُوقِيَّةٍ فَتِلْكَ خَمْسُ مِائَةِ دِرْهَمٍ فَهَذَا صَدَاقُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَزْوَاجِهِ)[13]

راوی کہتے ہیں میں نے ام المؤمنین حضرت عائشہ زوجہ رسول ﷺ سے پوچھا: "رسول ﷺ کی ازواج کا مہر کتنا تھا ۔؟:" ام المؤمنین حضرت عائشہ نے فرمایا: "حضور جان دو عالم ﷺ کی ازواج کے لیے 12 اوقیہ اور ایک نُش ہوتا تھا ۔پھر خود ہی پوچھنے لگیں: "کیا تمہیں نُش کا علم ہے ؟" راوی نے کہا: میں نے عرض کی: نہیں ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ وتعالیٰ نے فرمایا: "نُش، نصف اوقیہ ہے، جو تمام ازواج کے لیے کل ملا کر 500
درہم ہوگئے۔ یہ حضور پاک ﷺ کی (اکثر) ازواج کے لیے حق مہر مقرر کیا گیا تھا۔"

ایک اور جگہ پر حدیث مبارکہ میں ہیں

(لَا مَهْرَ أَقَلُّ مِنْ عَشْرَةِ دَرَاهِمَ)[14]

دور نبوت اور دور صحابہ میں مختلف مہروں کا ثبوت:

سول پاک ﷺ اور صحابہ کرام اجمعین کے دور میں چار قسم کے مہر کا ثبوت ملتا ہے اور یہ چاروں قسم مہر ایک انسان کے استطاعت کے مطابق تھے اور ان چاروں قسموں میں ہر انسان اپنے اپنے استطاعت کے مطابق کوئی بھی مہر اختیار کر سکتا تھا اور یہ شریعت کے عین مطابق تھا خلاف شرعی نہیں تھا۔

مہر کی کم مقدار:

اسے افراد جس کا بس صرف گزارہ ہو رہا ہو اور ان کا کھانا، پینا، کپڑے، یعنی گزر بسر روزنہ کی کمائی پر ہو اگر ایک دن کام نہ کریں تو دوسرں کے محتاج ہو جائے گے اور دوسروں کے آگے ہاتھ پھیلانے پر مجبور ہو جائے گے تو اسے لوگ کم سے کم مہر اپنے نکاح میں مقرر کریں جس کی مقدار 30 گرام یا 618 ملی گرام چاندی ہو اسے غربت کے حالات میں اگر زیادہ مہر مقرر کریں تو دونوں خاندان مشکل میں آسکتی ہے اس لیئے صحابہ کرام رضی اللہ وتعالیٰ عنہ کی دور میں غریب اور مزدور لوگ عموماً اس مہر پر نکاح کیا کرتے تھے۔ ابتدائے اسلام میں چونکہ مسلمان بہت سخت زندگی گزار رہے تھے اور انہیں کافی مشکلات کا سامنا تھا اس لیے مہر کی اس مقدار پر نکاح کیا کرتے تھے۔ ہجرت کے موقع پر حضور پاک ﷺ نے ام سلمہ رضی اللہ التعالیٰ عنھا سے اس مقدار یعنی 10 درہم (30 گرام یا 618 ملی گرام چاندی) پر نکاح کیاے تھا۔[15]

فاطمی مہر:

حضرت فاطمہ رضی اللہ وتعالیٰ عنہا بنت رسول پاک ﷺ کے نکاح کے وقت جو مہر مقرر ہوا تھا اس کو مہر فاطمی کہتے ہیں اس کے بارے میں تین اقول ہیں ایک یہ کے حضرت فاطمہ رضی اللہ وتعالیٰ عنہا کا مہر ایک زرہ تھا دوسرا قول یہ ہے کہ حضرت فاطمہ کا حق مہر 480 درہم تھا اور تیسرا قول یہ ہے کی حضرت فاطمہ رضیاللہ وتعالیٰ عنہا کا حق مہر 400 مثقال چاندی مقرر کیا تھا۔ بحرحال ان تین اقول میں جو بھی درست ہے اگر لوگ اتنے استطاعت رکھتے کہ اس میں باآسانی 400 مثقال حق مہر ادا کرسکتے تھے تو ان کے لیے یہ مسنون مہر تھا اور وہ یہ مہر بخوشی ادا کرتے تھے۔[16]

مہر کے اقسام: مہر کے اقسام مندرجہ ذیل ہیں

(1) مہر مثل (2) مہر معّجل

اور غیر معّجل (3) مہر مؤجل (4) مہر مطلق (5) مہر مؤخر (6) مہر مروجہ فاطمی (7) مہر عند الطلب (8) مہر (9) مہر منجم

مہر مثل: مہر مثل اس مہر کو کہتے ہیں جو باوقت نکاح اس کا تعین نہ کیا گیا ہو۔ اس صورت میں اگر مرد فوت ہو جائے تو عورت کو مہر مثل دیا جائے گا۔

عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ وتعالیٰ عنہا سے کسی نے مسئلہ پوچھا کہ ایک شخص کا انتقال ہو گیا اس شخص نے نہ مہر مقرر کیا تھا اور نہ اس نے اپنے بیوی سے مباشرت کیا تھا اب اس کا مہر کیا ہو گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس صورت میں بیوی کا مہر مہر مثل ہو گا مہر مثل اس مہر کو کہتے ہیں جو مہر عورت کے خاندان کے عورتوں کو دیا جاتا ہے جو اس عورت کہ ہم پلہ عورتوں کو دیا جاتا ہے نہ اس سے کم نہ اس سے زیادہ۔ اور اگر مہر مقرر نہ کیا ہو اور شوہر نے بیوی سے مباشرت کیا ہو اور اس کے بعد شوہر نے وفات پائی ہو تو اس صورت میں بھی عورت کو مہر مثل دیا جائے گا۔ اس عورت پر عدت بھی ہے اور اس کو میراث بھی ملے گا۔ یاد رہے مہر مثل ہمیشہ لڑکی کے باپ کے خاندان کے عورتوں کے برابر ملے گا ماں کی خاندان والوں کے برابر نہیں مثلاً، لڑکی کی بہنیں، پھوپھیاں، بھتیجیاں، چچازادیاں، وغیرہ حضرت معقل بن سنان اشجعی رضی اللہ وتعالیٰ نے جب یہ بات سنی تو حضرت عبدللہ بن مسعود رضی اللہ وتعالیٰ عنہ بات کی تائید کی اور فرمایا :"کہ ہماری قبیلے کی ایک عورت کے ساتھ بھی ایسا ہوا تھا تو رسول پاک ﷺ نے یہی فیصلہ کیا ے تھا یہ بات جب حضرت عبدللہ رضی اللہ وتعالیٰ عنہ نے سنا تو بہت خوش ہوا۔[17]

مہر معّجل اور مہر غیر معّجل: مہر معّجل سے مراد وہ مہر ہے جس کی ادائیگی خلوت سے پہلے ضروری ہو مہر معّجل میں لڑکی کی رخصتی سے پہلے مہر ادا کرنا لازم ہے مہر معّجل کی عدم ادائیگی میں کی صورت میں عورت کو یہ اختیار ہے کہ وہ مرد سے اپنے نفس کو روک دے ایسا کرنے سے عورت نفقہ سے بھی محروم نہیں ہو گی۔ مہر معّجل کی عدم ادائیگی پر قیام تعلق

جب چاہے مرد کو پاس آنے سے روک سکتی ہے۔ مہر معجّل کا مطلب جلدی سے ادا کرنا، عجلت سے ادا کرنا ہے۔ اور جب مہر معجّل مؤخر کر دیا جائے تو اس کو مہر غیر معجّل کہا جاتا ہے۔

مہر مؤجل: موجل اجل سے ماخذ ہے جس کا مطلب مدت مقرر کرنا مہر مؤجل میں مرد اور عورت کے نکاح کے وقت مہر کے ادائیگی کے وقت مدت مقرر کر لیے جاتی ہے ائمہ اربعہ کا اس بات پر اتفاق ہے مہر مؤجل کی عدم ادئیگی کی صورت میں عورت کو یہ اختیار نہیں کہ وہ اپنے اپ کو خاوند سے روک سکے اس لیے کہ عورت نے اپنا حق مقرر وقت سے ساقط کر لیا۔

مہر مطلق: یہ وہ مہر ہے جو نہ مہر معجّل ہو اور نہ مہر مؤجل ہو بلکہ اس قسم کی مہر میں یہ ہوتا ہے کہ میاں بیوی کی رضامندی سے یہ طے ہو جاتا ہے کہ جب شوہر چاہے اس کی ادائیگی کر سکتا ہے اس قسم میں بھی عورت کو اختیار نہیں کہ وہ اپنے اپ کو شوہر سے روکے رکھے۔

مہر مؤخر: مہر مؤخر سے مرد وہ مہر ہے جس کو نہ تو جلدی ادا کرنا لازم ہے اور نہ ان کے لیے دن سال مہینے مقرر کرنا لازم ہے اس قسم کے مہر میں ادئیگی طلاق یا وفات کے وقت مقرر ہوتی ہے۔

مہر مروجہ فاطمی مہر فاطمی سے مراد وہ مہر ہے جو حضرت فاطمہ رضی اللہ وتعالیٰ کی مقرر ہو گئے تھے۔ اور یہ مہر مسلمانوں میں بہت مشہور ہے اس مہر کی مقدار 500 درہم تھے اور اج کی گراموں میں اس کی وزن 1530 گرام اور 900 ملی گرام چاندی ہے۔ شریعت کا اصل مقصد یہ ہے کہ جتنا مہر مقرر کیا جائے اتنا ادا بھی کیا جائے۔[18]

مہر عند الطلب: اس مہر سے مراد وہ مہر ہے جس میں جب بیوی مطالبہ کریں تو مرد اس کو ادا کریں اس میں مدت وغیرہ کا تعین نہیں ہوتا جب بیوی چاہے وصل کر سکتی ہے لیکن مرد کو چاہے کہ جب یہ مہر ادا کریں تو کوئی گواہ بنایا کوئی تحریر اپنے پاس رکھ دے تاکہ کوئی شک وشبہ باقی نہ رہے

مہر مسمی: مہر مسمی سے مراد وہ مہر ہے کہ اگر کسی شخص کے پاس نقدی نہ ہو اور نکاح کے وقت اس نے نقدی کا تعین نہ کیا ہو تو کوئی اور چیز بھی مہر بن سکتی ہے بشرط یہ کہ وہ چیز مال بنے کی صلاحیت رکھتا ہو جیسے کہ مکان، کوئی جائیداد، باغ، یا کوئی جانور وغیرہ بھی مہر بن سکتی ہیں اور اس مہر کو مہر مسمی کہتے ہیں۔[19]

مہر منجم: مہر منجم سے مراد ایسا مہر ہے جو میاں بیوی کے درمیان یہ طے پائے کہ جس کی ادائیگی ایک ساتھ نہ ہو بلکہ قسطوں میں ادا کریں تو یہ مہر منجم کہلاتا ہے

حق مہر کی اہمیت: معاشرتی زندگی میں نکاح ایک بنیادی اکائی ہے جس کے بغیر معاشرہ چل نہیں سکتا۔ اللہ تعالیٰ نے مرد اور عورت کے درمیان نکاح جیسا پاکیزہ رشتہ بنایا ہے اللہ تعالیٰ

نے اس رشتے میں فطری جذبے کا خیال رکھا ہے اس لیے اللہ تعالیٰ نے مرد اور عورت کے درمیان ایک پائیدار مستحکم قابل احترام معاہدہ اور عقد بنایا ہے اس پاکیزہ عقد میں ایک لازمی جز مہر ہے۔مہر کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں متعداد مقامات پر اس کے لیے مختلف نام بیاب کی ہے جسے کہ الصدقہ ،النحلہ ،اجور ،لفریضہ ،وغیرہ

اسکے علاوہ مہر اس لحاظ سے بھی اہم ہے کہ اگر اللہ نہ کریں میاں بیوی کا آپس میں نہ بنے اور دونوں کا ایک ساتھ رہنا مشکل ہو جائے اور خدانخواستہ بات طلاق تک پہنچ جائے تو مہر کی رقم سے عورت کچھ وقت آرم سے گزار سکے گی معاشرے میں باعزت زندگی گزارے گی۔لوگوں کی تھپڑ نہیں کھائی گی اور کسی پر بوجھ نہیں بنے گی۔اور کچھ وقت آرم کے ساتھ گزارے گی۔

عصر حاضر میں مہر کی حیثیت:

مہر ایک محض رسمی فرضی اور نمائشی چیز نہیں جو نکاح کہ وقت مقرر کر لیا جائے چاہے کم مقدار ہو یا زیادہ اور بس، مہر عورت ایک طرح کا حق ہے بلکہ اگر یہ کہا جائے تو غلط نہ ہو گا کہ یہ ایک طرح کا قرض ہے۔جس طرح ایک شخص پر قرض ہوتا ہے اور اس کی ادائیگی اس شخص کے لیے ضروری ہوتی ہے بلکل اس طرح مہر بھی ایک قرض ہے اور اس کی ادائیگی بھی لازم ہے مرد کو چاہے کہ وہ اس حق کو خوش اسلوبی سے ادا کریں۔

شوہر جب نکاح کرتا ہے اور مہر مقرر کرتا ہے تو اس کو چاہے کہ وہ جلد از جلد اس کو ادا کریں وہ مہر بیوی کے ہاتھ پر رکھ دیے پھر ان کی مرضی وہ لے یا واپس کر دے اگر مہر پش نہ کیا گیا اور عورت کو پتہ چل گیا کہ شوہر تا مہر دینے ولا ہے نہیں اور عورت اس کو معاف کریں تو ایسی معافی کا کوئی اعتبار نہیں اگر ایک شخص نکاح کریں اور مہر دینے کا اردہ نہ رکھتا ہو تو اسے شخص کے بارے میں حضور پاک ﷺ فرماتا ہے کہ وہ زانی ہے۔اس بارے میں حدیث مبار کہ ہے۔

(من نكح أمرأة وهو يريد أن يذهب بمهرها فهو عند الله زان يوم القيامة)[20]

"جو شخص کسی عورت نکاح کرے اور مہر ادا کرنے کی نیت نہ رکھتا ہو وہ اللہ کے نزدیک زانی ہے"

عصر حاضر میں عورت کے دیگر حقوق کی طرح مہر کے حق سے بھی مہروم ہے شہری علاقوں میں تو عورتوں کو مہر کے نام پر کچھ نہ کچھ مل ہی جاتا ہے مگر دیہی علاقوں میں تو عورتیں اس حق سے بھی محروم ہے دیہی خواتین کو پتہ تک نہیں کہ مہر ہے کیا چیز اس لیے تقریباً زیادہ تر خواتین کو حق مہر نہیں ملتا۔اج بھی زمانہ جاہلیت کی طرح عورت حق مہر سے محروم ہے اور مہر سے مطلق کئی طرح کی زیادتیاں کی جاتی ہے۔

مہر مسائل: جو مہر نام کے لیے ہو اور اس کا مقصد صرف اور صرف شہرت ہو اور حیثیت اتنے نہ ہو اور مہر زیادہ مقرر کرتا ہو اگر استطاعت نہ ہو اور مہر زیادہ مقرر کرتا ہو تو یہ مہر شرعاًناپسندیدہ ہے۔جو لوگ استطاعت کے مطابق مہر ادا نہیں کرتے اور عورت نے بھی اس کو نہ کیا تو قیامت کے دن اس سے اس بارے میں پوچھا جائے گا۔

اس طرح بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ عورت مرنے لگتی ہے تو مرد اس وقت اس سے کہتا ہے کہ مہر معاف کر دے تو یہ بات بڑی کھڑوی لگتی ہے اور بڑی سنگ دلی کی بات ہے۔۔جب کبھی شوہر فوت ہو جاتا ہے تو لوگ بیوی کو مجبور کر دیتے ہیں کہ حق مہر معاف کر دے اگر مجبوری کے تحت وہ معاف بھی کر دے تو بھی اس معافی کا کوئی اعتبار نہیں جب تک انسان اپنے دل کی خوشی سے معاف نہ کر دے۔

بعض لوگوں اسے سمجھتے ہیں کہ مہر تو بس صرف شریعت کا اصول ہے جس کو باوقت نکاح ادا کرنا ہے مہر لینے یا دینے کی کوئی اہمیت نہیں تو یہ بات اعلیٰ درجہ کی جہالت ہے۔مہر صرف ایک رسم نہیں بلکہ شریعت کی رو سے ایک ضروری چیز ہے جس کا ادا کرنا نہایت ضروری ہیں مہر اگر مؤجل ہے تو جب انسان کے لیے آسان ہو تب ادا کریں۔اس طرح شادی کی پہلی رات مہر کی ادائیگی کے بغیر صحبت کریں تو یہ غلط اور ناجائز نہیں ہیں۔

خلاصہ بحث:

حق مہر ایک اسلامی مفہوم ہے جو نکاح کے دوران زوجہ کو عطا کیا جاتا ہے یہ مالی تعبیر ہو سسکتی ہے،جو عورت کو اسلامی قوانین کے تحت دیا جاتا ہے۔حق مہر کی شرائط اور مقدار زوجین کے مابین متفقہ طور پر کی جاتی ہیں۔اسلامی قوانین میں حق مہر کو زوجین کے رضاکارانہ معاشرتی ضابطوں کے تحت مقرر کیا جاتا ہے۔قرآن مجید میں بھی حق مہر کی اہمیت کا ذکر موجود ہے،جبکہ حدیث میں بھی اس کا تذکرہ ملتا ہے۔حق مہر کی تعریف،مقدار،اور شرائط مختلف متقدمین کے درمیان مختلف ہو سکتی ہیں۔اسلامی فقہ میں مختلف مذاہب میں اور فقہی مکتوبات کے لیے حق مہر کی تفصیل پر مختلف تشریعی روایات پائی جاتی ہیں۔عصری معاشرتی تغیرات اور حاجات کے ساتھ حق مہر کی تفصیلات بھی تبدیلی کا شکار ہو سکتی ہیں۔ثقافتی،مالی،اور قانونی تغیرات کے تحت حق مہر کی مقدار اور شرائط میں تبدیلیاں رونما ہو سکتی ہیں۔حق مہر کا عمدہ استعمال انصاف کی ترقی زوجین کے حقوق کی حفاظت اور زندگی کی تناسب کو مہیا کرتا ہے۔زوجین کے درمیان حق مہر خوشحال زندگی کی علامت ہے۔

تجاویز و سفارشات:

اس آرٹیکل سے متعلق درجہ ذیل سفارشات مرتب کیے جاتی ہیں:

1 خواتین کی مہر سے متعلق اسلامی قوانین کیپاسداری کے لیے لائحہ عمل تیار کرنا چاہئے۔

2 مہر کے بارے میں علم سرکاری طور پر نافذ کیا جائے تاکہ انجان لوگ اس سے باخبر ہو سکیں۔

3 حق مہر کی ادئیگی کو عملاً نافذ کرنے کے لیے حکومت کے طرف سے ادارے قائم کیا جائے۔

4 پشاور کی دیہی علاقوں میں مساجد کے علماء کرام کو اس حق مہر کے مسائل کا حل تلاش کرنا چاہے۔

5 اسلامی قوانین کو نافذ کیا جائے تاکہ خواتین کو حق مہر عملاً صورت میں مل سکے۔

6 ملک کے تمام صوبوں میں مختلف چینلز اسلامی ٹرانمشنز میں حق مہر کے مسائل کو مفتیان کرام کی روشنی میں زیر بحث لائیں۔

7 ملک کے تمام صوبوں میں سیمینار اور اسلامی پروگرام کا اہتمام کیا جائے تاکہ ان مسائل کو ان میں اُجاگر کیا جائے۔

8 حق مہر میں غفلت کو قابل تعزیر جرم قرر دیا جائے۔

الحواشی

[1] محمود الحسن عارف، مطالعہ فقہ اسلامی، ناشر، ایم عارف یونس پنٹرز لاہور، 2019، ص:50

[2] القرآن، النساء، 4

[3] ام عبد منیب مریم خنساء، مہر بیوی کا اولین حق'، ناشر، ندیم ٹاون ملتان روڈ لاہور، 1434ھ، ص:8

4 القرآن، النساء، 24

[5] ام عبد منیب، مریم خنساء، مہر بیوی کا اولین حق، ناشر، ندیم ٹاون ملتان روڈ لاہور، 1434ھ، ص:11/12

[6] القرآن، النساء، 24

[7] القرآن، البقرہ، 237

[8] القرآں، البقرہ، 236

[9] القرآن، النساء، 21، 20

10 محمد شہباز احمد، مدنی، مفتی، مہر کے احکام، چوٹا پارک پی اینڈ ٹی سوسائٹی کورنگی کراچی، ص:4

11 المعجم الاوسط للطبرانی، ج1، ص:6 حدیث 3، المکتبہ الشاملہ

12 سنن نسائی، ج6،، ص:119، حدیث 3298، المکتبہ شاملہ

13 صحیح مسلم، ج7، ص255، حدیث 2555، المکتبہ شاملہ

14 سنن الدار قطنی: ج4۔ ص360، حدیث 3653، المکتبہ شاملہ

15 افتخار الحسن، مفتی، قاسمی جٹ پوری، مہے کی شرعی حیثیت، 2011، اقبال حرم اجو کیشنل سوسائٹی، تحصیل نجیب آباد (بجنور) ص:14

16 محمد شہباز، احمد مدنی، مفتی، مہر کے احکام، چوٹا پارک پی اینڈ تی سوسائتی کورنگی کراچی، ص 12

17 ام عبد منیب مریم خنساء، مہر بیوی کا اولین حق، ناشر ندیم ٹاون ملتان روڈ لاہور، 1443ھ، ص:53

افتخار الحسن، مفتی، قسمی جٹ پوری، مہر کی شرعی حیثیت، اقبال حرم ایجوکیشنل سوسائٹی ہر دوارر روڈ جٹ پورہ تحصیل نجیب آباد بجنور، 2011

[18]، ص:16

[19]کتاب النکاح وطلاق،

[20] ابن ابی شیبۃ، ج3، حدیث 198 ، ص :430

[20]- *Mahmuda Lahsan Arif, Mutalia Fiqah Islami, Publisher, M Arif Yunus Pinters Lahore, 2019, p.50*

[20]. *Al-Qur'an, Al-Nisa', 4*

[20]. *Umm Abd Muneeb Maryam Khansaa,Mahar bive ka Awaleen Haq', Publisher, Nadeem Town, Multan, Lahore, 1434 AH, p.8.*

4. *Al-Qur'an, Al-Nisa', 24*

[20]. *Umm Abd Munib, Maryam Khansa,Mahar bive ka Awaleen Haq, Publisher, Nadeem Town Multan Road,Lahore, 1434 AH, p:11/12*

[20]. *Al-Qur'an, Al-Nisa', 24*

[20]. *Al-Qur'an, Al-Baqarah, 237*

[20]. *Al-Qur'an, Al-Baqarah, 236*

[20]. *Al-Qur'an, Al-Nisa', 20, 21*

[20].*Muhammad Shahbaz Ahmad, Madani, Mufti, Mahr keAhkam, Chota Park P&T Society Korangi Karachi, p:4*

[20]. *Al-Mu'jam al-Awsat by Al-Tabarani, Vol. 1, p6,Hadees 3.*

[20]. *Sunan Nasa'i, Volume 6, Page: 119, Hadith 3298, Al-Muktaba Shamila*

[20]. *Sahih Muslim, Volume 7, Page 255, Hadith 2555, Al-Maktaba Shamila*

[20]. *Sunan Al-Dar Qutni: Vol. 4. p. 360, Hadith 3653, Al-Muktaba Shamila.*

[20]. *Iftikhar-ul-Hasan, Mufti, Qasmi Jatpuri, Mahar ki sharai Haseyat, 2011, Iqbal Haram Educational Society, Tehsil Najeebabad (Bujnoor) p.14*

[20]. *Muhammad Shehbaz, Ahmad Madani, Mufti, Mehr Ke Ahkam, Chota Park P&T So Sait Korangi Karachi, p.12*

[20].*Umm Abd Munib Mumarim Khansa, Mahar Bive ka Awaleen Haq, Publisher Nadeem Town Multan Road Lahore, 1443 AH, p:53*

[20]. *Iftikhar Al Hasan, Mufti, Kasi Jatpuri, Mahar ki Sharai Haseyat, Iqbal Haram Educational Society Hardwarar Road Jatpura Tehsil Najeebabad Bajnoor, 2011, p: 16*

[20].*Kitab Nikah w Talaq.*

[20].*Ibn Abi Shaiba, Vol. 3, Hadith 198, p.430*